کشمیر

ہم انصاف چاہتے ہیں، جنگ نہیں!

سید علی گیلانی

نومبر ۱۹۹۳ میں قائدِ تحریکِ جہادِ کشمیر سید علی گیلانی نے اپنی گرفتاری سے چند روز قبل ایک انٹرویو لندن سے شائع ہونے والے ماہ نامہ (امپیکٹ انٹرنیشنل) کو دیا۔ اسے اردو قالب دے کر اور ان کے دیگر انٹرویو سے ساتھ مدون کر کے، سلیم منصور خالد نے درج ذیل انٹرویو ترتیب دیا۔

گزشتہ پانچ برسوں کے دوران کشمیر کی موجودہ جدوجہد آزادی میں کیا اہداف رہے ہیں؟

سب سے پہلے تو یہ بات درست کر لیجیے کہ یہ جدوجہد گزشتہ پانچ برسوں سے نہیں چل رہی، بلکہ ہماری تحریک ۱۹۴۷ سے جاری ہے۔ اس عرصے کے دوران جموں و کشمیر کے عوام نے ان تمام سامراجی کوششوں کے خلاف جرات مندانہ مزاحمت کی ہے جو انھیں غلام بنا کر رکھنے کے لیے کی گئی ہیں، اور ان کوششوں کو مسترد کر دیا ہے جو ان کے دینی اور ثقافتی تشخص کو ختم کرنے کے لیے کی گئی ہیں۔

بلا شبہ اس عظیم جدوجہد میں بہت سے نشیب و فراز آتے رہے ہیں، لیکن حقِ خودارادیت کے حصول کے لیے کی جانے والی کاوشوں کے تسلسل میں ۴۶ برسوں کے دوران کبھی وقفہ نہیں آیا۔ اس دوران ہم اہلِ جموں و کشمیر، بھارتی سرکار سے یہی مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ وہ خود اپنے وعدے اور بین الاقوامی معاہدے کے تحت ہمیں حقِ خودارادیت استعمال کرنے کی اجازت دے۔ لیکن افسوس کہ بھارتی حکمرانوں نے اس کے جواب میں انتہائی بہیمانہ اور وحشیانہ رویہ اختیار کیا۔ اپنے خلاف چار دہائیوں پر پھیلے ہوئے اس بھارتی ظلم و زیادتی کے نتیجے میں مجبور ہو کر، اہلِ کشمیر نے اپنے دفاع کا راستہ اختیار کیا ہے اور بھارتی استعمار کے غیر قانونی قبضے کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کی ہے۔ اس لیے موجودہ تحریکِ جہاد اپنی بنیاد کے اعتبار سے کوئی نئی جدوجہد نہیں ہے، بلکہ یہ تو ۴۶ سالہ پرانی تحریکِ حقِ خودارادیت کا سب سے مؤثر مرحلہ ہے۔

اس تحریکِ جہاد کے دوران ہمارے مطالبات یہ ہیں:
۱- بھارت جموں و کشمیر کے علاقے سے اپنی مسلح افواج واپس بلائے۔
۲- جموں و کشمیر میں آزادانہ' منصفانہ اور شفاف رائے شماری برائے حقِ خود ارادیت کے لیے عالمی اداروں کی طے شدہ قراردادوں کے مطابق عمل کرے۔
۳- تمام گرفتار شدگان رہا کرے۔
بہر حال حق خود ارادیت کے حصول کے بعد ہماری منزل اسلامی حکومت کا قیام ہے۔

وہ کون سے بنیادی مسائل ہیں' جن کو فوری حل کیا جانا چاہیے اور ان مسائل کے حل کے لیے آپ وقت کا کیا تعین کرتے ہیں؟

ان بنیادی مطالبات کو فوراً تسلیم کیا جانا چاہیے' یہی مسائل کا فوری حل ہے۔ ان کے تسلیم کرانے تک ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے' ان شاء اللہ۔ باقی جہاں تک مسائل کے حل کے لیے وقت کے تعین کا معاملہ ہے تو یہ بات غیر حقیقی ہے۔ بھارت کی جانب سے بین الاقوامی معاہدوں اور عالمی برادری کے سامنے کیے جانے والے وعدوں کی خلاف ورزی کا گزشتہ ریکارڈ اس میں حائل ہے۔ بھارت غلط فہمی' خود فریبی' کچھ عالمی چودھریوں کی پشت پناہی' اور حقیقت میں مسلمانوں کی بے عمل سیاسی و علمی قیادت کی سستی سے شہ پاکر یہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ وہ سچائی اور حقیقت کا سامنا کرنے سے کتراتا ہے اور اپنی ہی ہٹ دھرمی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اصل مسئلے کو سمجھنا نہیں چاہتا۔

اب ذرا اس منظر نامے پر نگاہ ڈالیے:
۱- بھارت بین الاقوامی سطح پر یہ بتاتا ہے کہ "وہ اس مسئلے کو "معاہدہ شملہ" (۱۹۷۲ء) کے تحت پاکستان سے باہمی گفت و شنید سے حل کرنا چاہتا ہے"۔
۲- مگر دوسری طرف اپنے شہریوں کو بتاتا ہے کہ "اصل مسئلہ تو پاکستان کا آزاد کشمیر پر قبضہ ہے' وہ چھوٹ جائے تو مسئلہ حل ہو جائے گا"۔
۳- لیکن تیسری جانب وہ اہلِ جموں و کشمیر کے ساتھ گولے' بارود' تشدد اور عصمت و جان کی بے حرمتی کی زبان میں بات کرتا ہے کہ "مسئلہ کشمیر کا اصل حل یہ ہے"۔
میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھارت کی غیر حقیقت پسندانہ اور ظالمانہ پالیسی ہے' جسے وہ وقت ٹالنے کے لیے بطور تاخیری حربہ اختیار کر رہا ہے۔ دہلی سرکار' اپنی اس الٹی قلابازی سے دنیا کی سوچ کو بدلنا اور ہمیں غلامی کی دلدل میں گھسیٹنا چاہتی ہے۔ بھارت سرکار اس فارمولے پر عمل کر رہی ہے

کہ کشمیریوں کو اور ان کی اس سرفروشانہ جدوجہد کو "جبر و قہر سے دبا دو اور پھر اپنی مرضی کا سامراجی حل ٹھونس دو"۔ سچی بات یہ ہے کہ جب تک بھارت سے سچائی کی حرمت اور وعدے کی پاس داری نہیں منوا لی جاتی کشمیر ایک متنازع علاقہ رہے گا۔

کچھ تاخیر سے ہی سہی مگر پھر بھی عالمی مفادات کے نگہبانوں نے ہڑبڑاہٹ کے ساتھ مسئلہ کشمیر میں دوبارہ دلچسپی لینا شروع کی ہے۔ ان کے نمائندے آپ لوگوں کے پاس کیا پیغام اور کون سی تجاویز لے کر آتے ہیں اور آپ انھیں کیا کہتے ہیں؟

جموں و کشمیر کے جانثاروں کی مجاہدانہ جدوجہد اور مظلوموں کی دلیرانہ برداشت نے بھارتی تسلط کے خلاف امریکہ اور عالمی رائے عامہ کے دوسرے اداروں کی توجہ مسئلہ کشمیر کی طرف مبذول کرائی ہے۔

ہمارے پاس مختلف بیرونی سفارتی وفود اور مشن آئے ہیں۔ ان سب نے کشمیر کے حالات پر ہمدردانہ رویے کا اظہار کیا ہے' اور انھوں نے مسئلے کے حل کے لیے اپنی دانست میں ہمیں جو جو تجاویز پیش کی ہیں ہم نے انھیں پورے احترام کے ساتھ سنا ہے۔ ساتھ ہی انھیں یہ بھی کہا ہے کہ "ہمارے لیے صرف وہ تجاویز کوئی مقام و مرتبہ رکھتی ہیں۔ جو انصاف پر مبنی ہیں اور انصاف کے فطری جذبے کی عکاس ہیں' اور جن کی روشنی میں ہم اقوامِ متحدہ کے طے شدہ حقِ خودارادیت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے"۔

اسی طرح ہم ان تمام عالمی وفود اور نمایندوں کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ "کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان کوئی سرحدی تنازعہ نہیں ہے۔ مزید یہ کہ مسئلہ کشمیر کوئی عمومی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا مسئلہ بھی نہیں ہے کہ صرف قیدیوں کی رہائی یا جیلوں میں انھیں کچھ سہولتوں کی فراہمی یا بھارتی فوجوں کی بارکوں میں واپسی سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ نہیں' ایسی بات نہیں ہے۔ اسی طرح کشمیر کبھی بھارت کا حصہ نہیں رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں بھارت کی تقسیم کے وقت طے شدہ فارمولے سے انحراف کر کے مہاراجا جموں و کشمیر نے بھارت سے جس "الحاق" کا ڈھونگ رچایا تھا' خود وہ بھی عارضی اور عوامی رائے شماری سے مشروط تھا۔ اس لیے قطعی طور پر کشمیر کا مسئلہ بھارت کا اندرونی معاملہ نہیں ہے"۔

پھر ہم ان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ "اہلِ سیاست و صحافت کا یہ طرزِ اظہار کہ "کشمیری مجاہدین علاحدگی پسند ہیں" ایک شدید ترین زیادتی ہے۔ اہلِ کشمیر علاحدگی پسند نہیں' بلکہ انصاف پسند ہیں' اور کشمیر کے معروضی حالات میں انصاف کی منزل حقِ خودارادیت ہے۔ کشمیری حریت پسند

عوام انصاف پر مبنی فیصلہ چاہتے ہیں نہ کہ صلح۔ (اگرچہ "صلح" بڑی حرمت والا لفظ ہے' لیکن بھارت نے لفظ "صلح" کی حرمت کو جس بے دردی سے پامال کیا ہے' اس نے تو اس لفظ کے معنی ہی دھندلا دیے ہیں)۔ اس لیے ہمیں اپنا حق چاہیے۔ ہماری کسی سے کوئی لڑائی نہیں ہے۔ وقت ٹالنے والی جس "صلح" کی باتیں کی جاتی ہیں' وہ نہ تو مسئلہ کشمیر کا حل ہے اور نہ امن کا راستہ۔ ہمارے نزدیک آئیڈیل صورت سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عمل درآمد ہے' اور اگر یہ راستہ بند ہو جائے تو پھر سہ فریقی مذاکرات کا متفقہ فیصلہ۔

لیکن ان اعلیٰ پیغام بروں نے آپ سے کیا کہا؟ میرا مطلب ہے کہ امریکہ کی نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا مسز رابن رافیل نے حال ہی میں آپ سے ملاقات کی' انھوں نے آپ سے کیا بات کی؟

یہ مسز رابن رافیل ہوں یا کوئی اور عالمی سطح کی شخصیت' وہ جب بھی ہمارے یہاں آتے ہیں تو فطری طور پر مقبوضہ جموں و کشمیر میں انسانی عزت و جان کی بے حرمتی پر اپنے دکھ کا برملا اور بے ساختہ اظہار کرتے ہیں۔ بھارت مجرد انسانی حقوق کی یہاں جو مٹی پلید کر رہا ہے' اس پر ہاتھ ملتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں محض ہمدردی کے چند روایتی اور بے روح بول نہیں چاہئیں کہ دکھی انسان کی درد بھری چیخ شاید اس کا دکھ سب سے زیادہ بانٹتی ہے۔ ہمدردی کے ان رسمی جملوں کے بجائے' ہمیں تو انصاف اور اپنا مسلّمہ حق چاہیے۔

اب یہ الگ بات ہے کہ عالمی سطح کے جو بھی نمایندے یہاں آتے ہیں' بدقسمتی سے وہ مظلوم کشمیریوں کے کرب کی ٹیس محسوس کرنے کے بجائے اپنے تصور کی تفہیم اور اپنے ہی قومی مفادات کے نمایندے بن کر آتے ہیں۔ محسوس یہی ہوتا ہے کہ ایسے وفود یا شخصیات اہلِ کشمیر کے حقوق کی حفاظت کے بجائے سامراج کے مفادات کے محافظ بن کر ہمیں کچھ سبق پڑھانے' کچھ ورغلانے اور کچھ ڈرانے آتے ہیں۔ ہم آنے والے ان کرم فرماؤں کی نمک پاشی کے باوجود ان سے یہی عرض کرتے ہیں کہ جناب' اس مسئلے کا حل صرف یہ ہے کہ بھارتی قابض فوج اور اس کے نگران' اہلِ کشمیر کی جان چھوڑیں' اہل کشمیر کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر کیے جانے والے عہد کے مطابق انھیں حقِ خود ارادیت دیا جائے۔ یہی اس مسئلے کا حل ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں نئے نئے لیکچر نہ دیے جائیں۔

گیلانی صاحب' جموں و کشمیر کو پانچ برسوں کے لیے اقوام متحدہ کی تولیت (Trusteeship) میں

دینے کی تجویز کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

مسئلہ کشمیر کا عارضی حل (Patch work) ہمیں کسی طرح قبول نہیں ہے۔پانچ سالہ تولیت کے معنی یہ ہیں کہ جموں و کشمیر کو مزید پانچ برسوں کے لیے ایک غیر یقینی صورتِ حال کے غار میں دھکیل دیا جائے۔ ایسا عمل اہلِ کشمیر کے ساتھ ایک ظالمانہ مذاق کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اس تجویز کے خالق بڑے چالاک ہیں۔ سادہ لفظوں میں وہ اس طرح بھارتی اژدھے کو موجودہ دباؤ سے نکالنا چاہتے ہیں تاکہ اسے کچھ سستانے کا موقع نصیب ہو۔ اسی طرح بھارت کے عالمی دوست یہ بھی چاہتے ہیں کہ پانچ سال کے اس اضافی وقت کے دوران اہلِ کشمیر کے جہاد کا رخ خود ان کے درمیان غلط فہمیوں' مایوسیوں اور تصادم کی طرف پھیر دیا جائے۔ اس طرح آخر کار کسی بھی شکل میں انھیں بھارتی جبرو استبداد کے سپرد کرنے کا راستہ ہموار کیا جائے۔

دکھی کشمیریوں کے سر سے جو موجِ خون گزر رہی ہے اور جس قیامتِ صغریٰ سے وہ دوچار ہیں' اس میں اہلِ کشمیر' ان نام نہاد عالمی ٹرسٹیوں پر Trust (اعتماد) کرنے کو تیار نہیں ہو سکتے' جن کی حتمی ہمدردیاں بھارتی قصابوں کے ساتھ ہیں۔یہ بات صاف صاف لفظوں میں سمجھ لینا چاہیے کہ درست راستہ یہی ہے کہ اہلِ کشمیر کو حقِ خودارادیت دے کر وعدے کی جلد از جلد غیر جانب دارانہ بنیادوں پر تکمیل کی جائے اور نئے نئے شوشے چھوڑ کر انسانیت کی تذلیل نہ کی جائے۔

کشمیر کے لوگ آخر کب تک موجودہ صورت حال کا مقابلہ کرتے رہیں گے؟

جب تک یہ ظلم و زیادتی برقرار رہے گی' تب تک کشمیری سرفروشوں' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کی جدوجہد جاری رہے گی' ان شاء اللہ۔

میرے اہلِ وطن اس وقت بھارتی درندوں کے ہاتھوں وسیع پیمانے پر تشدد' بہنوں بیٹیوں کی عصمت دری' گھروں کی آتش زدگی' کھیتوں' کھلیانوں' باغوں کی بربادی' کاروبار اور تعلیم کی تباہی کے طوفان سہہ رہے ہیں' مگر یہ سب چیزیں ان کے عزم و ارادے کو متزلزل نہیں کر سکتیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہر روز یہ قربانی دیتے ہیں' مگر پھر بھی اپنے ہدف' اپنے حقوق اور اپنی منزل کے حصول کی جنگ کے لیے تازہ دم ہوتے ہیں۔

میرے اہلِ وطن اس یقین و ارادے سے سرشار ہیں کہ جب تک ان کی سرزمین پر ایک بھی بھارتی فوجی موجود ہے' وہ اس وقت تک جاں سپاری کی اس رسم کو ادا کرتے رہیں گے۔ جب کہ

دوسری جانب بھارتی فوجیوں کا یہ حال ہے کہ وہ نفسیاتی سطح پر شکست کھا چکے ہیں' ان کے حوصلے ٹوٹ چکے ہیں' انھیں سہارا دینے والی صرف تین چیزیں ہیں: مسلمان حکومتوں کی بے حسی' عالمی ضمیر کی چشم پوشی اور جنگی مشین کا سہارا۔ وگرنہ صورت یہ ہے کہ جس طرح کمیونسٹ فوجیں افغانستان میں شکست سے دوچار تھیں' مگر ان کی انا انھیں پیچھے ہٹنے سے روک رہی تھی اور وہ اس دلدل سے نکلنے کے راستے تلاش کر رہے تھے' بالکل اسی طرح بھارتی فوجیں نفسیاتی شکست خوردگی سے دوچار ہیں۔

بھارتی رائے عامہ کے بہت سے ذمہ دار اور انصاف پسند حلقے اس چیز کا شدت سے احساس کرنے لگے ہیں کہ "کشمیر کے مسئلے پر ان کے حکمرانوں کا موقف شدید غلطی اور غیر منصفانہ رویے پر مبنی ہے"۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بھارتی' خود اپنے قومی مفاد کے لیے بہتر راستہ اختیار کریں۔ اور بہتری کا یہ راستہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن سے توسیع پسندانہ اور سامراجی خناس نکال پھینکیں اور جموں و کشمیر پر سے اپنا استعماری قبضہ چھوڑ دیں۔ ہم بھارتیوں سے کہتے ہیں "وہ کشمیر سے نکل جائیں اور مستقبل میں اہل کشمیر کے دوست بنیں"۔

لیکن عالمی طاقتیں مسئلہ کشمیر کے عارضی نوعیت کے حل کو تسلیم کرنے کے لیے پاکستان پر بھی تو زبردست دباؤ ڈال رہی ہیں۔ اس صورت حال میں اہل کشمیر اپنی جدوجہد آزادی کی تحریک کے لیے پاکستان پر کس حد تک انحصار کر سکتے ہیں؟

مسئلہ کشمیر میں پاکستان بھی یقیناً ایک فریق ہے' جسے اس علاقے اور یہاں پر موجود ایک کروڑ تیس لاکھ لوگوں نے منسلک اس کے جائز مفادات سے دستبرداری پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے پاکستانی حکومت کو اس مسئلے سے متعلق سیاسی اور بھارتی محاذوں پر جان دار پالیسی ہی اختیار کرنی چاہیے۔ اس لحاظ سے پاکستان پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنا بنیادی طور پر نہایت لغو اور حتمی نتائج کے اعتبار سے ایک ناکام مشق ہو گی۔ کیونکہ یہ خود کشمیری عوام ہیں جو اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں' اور آزادی کی اس جدوجہد میں ان کی اپنی امنگوں اور کومٹ منٹ کو اساسی دخل حاصل ہے۔

مزید یہ کہ تحریک آزادی کشمیر بہرحال ایک تحریک خود اختیاری ہے' جس کا پاکستانی عوام اور امت مسلمہ سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ باقی فتح و نصرت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' اور ان شاء اللہ' ہمارے عوام فتح کے حصول تک اپنی جدوجہد جاری رکھنے کے لیے پر عزم ہیں۔

بوسنیا ہرزیگوینا کے دردناک المیے سے عمومی سطح پر مسلمانوں کو کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

لہو کے سمندر میں ڈوبے اور بے حسی کے طوفان میں لرزتے بوسنیا کا المیہ' اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کے لیے ایک تازیانہ ہے۔اس المیے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ :

۱۔ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' اس لیے ہمیں دوسرے عالمی سیاسی ناخداؤں کی طرف دیکھنے کے بجائے اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہیے۔

۲۔ امت کے تصور اور جہاد کی روح کو سمجھنا چاہیے۔

۳۔ ذہنی' سیاسی' اقتصادی اور ثقافتی غلامی سے نکلنا چاہیے۔

۴۔ اپنے گھروں کے بنیادی یونٹ کو صحیح خطوط پر منظم کر کے جارحیت کے خلاف متحد اور مربوط جدوجہد کرنی چاہیے۔

۵۔ ہر ایک کو اسلام کی بنیادی دعوت اور اس کے عملی تقاضوں کی ادائیگی کی طرف لوٹ جانے کی دعوت دینی چاہیے۔

محترم گیلانی صاحب' آخری سوال یہ ہے کہ ان بھارتی دانش وروں کو آپ کیا کہنا چاہیں گے' جو بڑے یقین کے ساتھ اپنے اس خدشے کا اظہار کرتے ہیں کہ "اگر جموں و کشمیر کو بھارت سے علیحدہ ہونے کا موقع فراہم کر دیا گیا تو بھارت میں دوسری علیحدگی پسند قوتوں کی حوصلہ افزائی ہو گی اور اس طرح بھارت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا"۔اس تناظر میں مستقبل میں آپ بھارت اور کشمیر کے تعلقات کے بارے میں کیا کہنا چاہیں گے؟

پہلی غلط فہمی تو یہ دور کر لیجیے کہ جموں و کشمیر بھارت سے علیحدہ نہیں ہو رہا' بلکہ جموں و کشمیر تو ہر اعتبار سے بھارت سے الگ تھا' اور الگ ہے۔ یہ تو خود بھارت نے اس پر زبردستی قبضہ جما رکھا ہے۔ پھر اہلِ کشمیر کب بھارت سے زیادتی کر رہے ہیں' یہ خود بھارت ہے جو اہلِ کشمیر کے ساتھ اور پھر دوسری جانب جنگی جنون میں اپنے ہم وطنوں پر ظلم کر رہا ہے۔

اسی لیے ہم نے اکثر ذمہ دار بھارتی دانش وروں اور حکومتی کارندوں کو مذاکرات کے دوران علیحدگی پسندی یا بھارت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے متعلق قائم شدہ خوف دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے انھیں اس سچائی پر غور کرنے کی دعوت بھی دی ہے کہ کشمیری عوام کے حقِ خودارادیت کو تسلیم کر لینے اور کشمیر کے مسئلے پر معروضی انداز سے عمل کر لینے ہی سے بھارت کو اس تناؤ' مسلسل عدم استحکام اور نہ ختم ہونے والے خوف سے چھٹکارہ مل سکتا ہے کہ جس میں دہلی سرکار اور اس کے جنگجو ساتھی مبتلا ہیں۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اس قدر ظلم و زیادتی برداشت کر لینے کے باوجود اہلِ کشمیر کے دلوں میں بھارتی عوام سے کوئی نفرت کے جذبات نہیں ہیں۔ یہ تو بھارت کی حکومتی اور فوجی مشینری ہے' جو انسانوں کو انسانوں پر ظلم کے لیے ابھار رہی ہے۔ میرے ہم وطنوں کی جدوجہد اگر مذہبی منافرت کی بنیاد پر ہوتی تو اس کا اثر یقیناً کشمیر کے غیر مسلم افراد پر بھی پڑتا۔ لیکن دنیا گواہ ہے کہ وہاں آپ کو ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دے گی۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ایک مرتبہ کشمیر پر سے بھارتی تسلط ختم ہو جائے تو اہلِ کشمیر کو بھارت سے سیاسی روابط قائم رکھنے میں کوئی دشواری نہ ہو گی۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انسانی جانوں کو برباد کرنے کے بجائے بھارتی نیتا عقل و دانش کا مظاہرہ کریں اور اہلِ کشمیر کو حقِ خود ارادیت دینے میں سلامتی کونسل کی قرار دادوں پر عمل کریں۔ یہی بھارت کی سلامتی کا راستہ ہے۔ یہی اس خطے کے ایک ارب تیس کروڑ انسانوں کی فلاح اور خوش حالی کا راستہ ہے۔

حافظ سجاد فاروق شہید فنڈ

۲۱ اپریل ۱۹۹۴ کو گوجرانوالہ شہر میں رکنِ جماعتِ اسلامی مستری حبیب اللہ کا جوان سال' دیندار اور نیک سیرت بیٹا حافظ سجاد فاروق ظلم کی بھینٹ چڑھ کر شہید ہو گیا۔ وقتِ شہادت بھی وہ باوضو تھا اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔

شہید کے بوڑھے والدین' مظلوم بیوہ اور چھ معصوم بچے بے یار و مددگار ہیں۔ ان کی کفالت کے لیے ہم نے فنڈ کھول دیا ہے۔ کیا آپ دستِ تعاون بڑھا کر مظلوموں کا سہارا بننا پسند کریں گے؟ مظلوموں کی داد رسی تمام گناہوں کا کفارہ ہے (حدیث پاک)۔

اپنی اعانت نقد' چیک یا ڈرافٹ کی صورت میں سید مراد علی شاہ ناظمِ مالیات جماعتِ اسلامی صوبہ پنجاب کے نام ارسال فرمائیں۔

(حافظ محمد ادریس)

امیر جماعتِ اسلامی صوبہ پنجاب